دنیا بھر میں جماعت کو نئی وسعتیں عطا ہو رہی ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ راگست ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۱﴾ (الزمر:۱۱)

پھر فرمایا:

غم اور خوشی اور خوف اور امید یہ انسانی طبیعتوں پر مختلف رنگ میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض انسانوں کے دل چھوٹے ہوتے ہیں، ان کا ظرف کم ہوتا ہے، ان کے حوصلے پست ہوتے ہیں، ان کو خوف و ہراس بالکل مایوس کر دیتے ہیں اور جو ان کی مخفی طاقتیں خدا تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہوئی ہیں وہ خوف و ہراس کے نتیجہ میں مختل ہو جاتی ہیں، ایک جمود طاری ہو جاتا ہے اور جو رہی سہی طاقت عام حالات میں انسان مختلف رنگ میں استعمال کر سکتا ہے اس کی بھی ان کو استطاعت نہیں رہتی۔ اسی طرح چھوٹے دل اور چھوٹے حوصلے کے لوگوں کو خوشی بھی پاگل کر دیتی ہے وہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر چھلانگیں لگانے لگتے ہیں، اپنی طاقت سے بہت بڑھ کر اپنے متعلق گمان کرنے لگتے ہیں، جو کچھ ان کو ملنا ہے اس سے کئی گنا زیادہ امیدیں لگا بیٹھتے ہیں اور یہ کیفیات زندگی کے ہر شعبہ میں یکساں عمل کر رہی ہیں۔ بعض اسی قسم کے تجارت کرنے والے ابھی تجارت کا منافع تو دور، تجارت کے ابتدائی اقدام بھی ابھی نہیں کئے ہوتے تو بڑے بڑے منافعوں کی توقع رکھ کر اصل زر میں سے خرچ شروع

کر دیتے ہیں ایسے لوگ اکثر دنیا میں الّا ماشاء اللہ جس میدان میں قدم رکھتے ہیں ناکام رہتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے ہیں جن کو خوف و ہراس اور خوشی اور امیدیں بالکل مختلف قسم کے پھل عطا کرتے ہیں۔ خوف کے نتیجہ میں ان کی مخفی طاقتیں جاگ اُٹھتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی عطاء کردہ عظمتیں جوان کے سینوں میں خوابیدہ تھیں انہیں ہوش آجاتی ہے، ان کو اپنی حیثیت کا پتہ چلتا ہے، ان کے اندر ولولہ پیدا ہوتا ہے، ان کے اندر جرأت زور مارنے لگتی ہے اور وہ بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ ہر چیلنج کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خوشی ان کو تسکین تو بخشتی ہے لیکن پاگل نہیں کر دیتی، میدان کو نئی زندگی کا پیغام تو دیتی ہے لیکن عمل سے غافل نہیں کرتی، دنیا کی مختلف قوموں میں بھی اس قسم کے مزاج پائے جاتے ہیں اور افراد میں بھی لیکن استثناء سب جگہ موجود ہیں۔

قرآن کریم اس مضمون کو اس طرح دو حصوں میں تقسیم فرماتا ہے کہ کفار کی طرز عمل مومنوں کی طرز عمل سے بالکل الگ اور ممتاز کر کے دکھاتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک ایمان اور کفر بھی دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور اُن میں بھی وجہ امتیاز تمہیں یہی دکھائی دے گی کہ کافر کے دل پر خوف و ہراس اور اثر کرتے ہیں اور مومن کے دل پر اور۔ کافر کو خوشیاں اَور پیغام دیتی ہیں اور مومن کو اور۔ اور یہ ایک ایسا غالب رنگ ہے، یہ ایک ایسی غالب تقسیم ہے کہ کافر خواہ انفرادی طور پر جرأت مند اور بڑے حوصلے کا بھی ہو خواہ قومی لحاظ سے انکار کرنے والوں کا قومی کردار اسی مضمون میں مختلف اثر دکھا رہا ہو لیکن جب یہ لوگ یعنی النّاس دو حصوں میں بٹتے ہیں کفر اور ایمان کے لحاظ سے، کچھ انکار کرنے والے بن جاتے ہیں اور کچھ ایمان لانے والے تو قرآن کریم کے بیان کے مطابق یہ تقسیم ان کے اوپر اس طرح غالب آجاتی ہے کہ ہر انکار کرنے والے کا یہ کردار بن جاتا ہے اور ہر ایمان لانے والے کا وہ کردار بن جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ جو منکرین ہیں ان کا کردار ہے جب ان کے اوپر مذہبی طور پر کوئی ابتلاء آتا ہے یا کوئی مایوسی کا دور آتا ہے، کوئی خوف کا دور آتا ہے تو لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ (ھود:۱۰) وہ مایوس بھی ہو جاتے ہیں اور ناشکری کی باتیں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ کیسا خدا ہے اس نے ہمیں چھوڑ دیا، یہ کیسا خدا ہے جس نے اپنے وعدے پورے نہیں کئے، یونہی فرضی باتیں ہیں یونہی قصے ہیں، گویا بنیادی طور پر عدم ایمان کے نتیجہ میں انکار پیدا ہوتا ہے اور انکار بعض حالتوں میں

ننگا ہو جاتا ہے خصوصاً خوف اور ہراس کے وقت ۔ دوسری صورتوں میں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب ان کو خدا تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرتا ہے منکرین کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے، اس کی قدرتوں پر ایمان نہیں رکھتے وہ کیا ہو جاتے ہیں لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ (ھود:۱۱) چھوٹی سی بات پر اچھل جاتے ہیں اور تعلّی شروع کر دیتے ہیں اور فخر شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح دوسری بہت سی آیات میں خدا تعالیٰ نے کفار کے کردار کو بحیثیت کفار نمایاں طور پر الگ کر کے دکھایا ہے۔ اور اس کے مقابل پر مومنوں کے کردار کو اس طرح واضح فرمایا کہ ہر غم ان کو نئے حوصلے عطا کر دیتا ہے، ہر ابتلا ان کو نئے عزم بخش جاتا ہے۔ جب ان کے ایمان پر آزمائش ہوتی ہے فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا (آل عمران:۱۷۴) وہ عجیب آزمائش ہے کہ بجائے ایمانوں کو کم کرنے کے ان کے ایمانوں کو بڑھا جاتی ہے اور جب وہ خوش ہوتے ہیں یا خدا تعالیٰ کی عنایات سے حصہ پاتے ہیں تو فخر اور تعلّی کی بجائے اپنے رب کے حضور جھک جاتے ہیں اور ان میں عاجزی اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ عملی دنیا میں آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دور میں دنیا نے اس کثرت سے ان دونوں امور کے مشاہدے کئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ بڑے بڑے طاقتور دشمن معمولی سے نقصان کے اوپر بھی دل چھوڑ جاتے رہے اور وہ لوگ بھی جن کے حوصلے عرب میں مشہور تھے۔ جن کے شاعر اپنے ہم قبیلوں کی تعریف میں بڑے بڑے قصیدے لکھتے رہے کہ کوئی خوف، کوئی مصیبت، کوئی بلا ان کو مایوس نہیں کرتی وہ کسی وقت بھی کسی آزمائش میں پڑ کر بھاگنے کا نام نہیں جانتے اور واقعۃً جہالت کے زمانہ میں ان کا یہی حال تھا لیکن قرآن کریم کا یہ فیصلہ بہر حال اٹل فیصلہ تھا اس نے لازماً پورا ہونا تھا۔ چنانچہ بڑے بڑے بہادر، ان کے بڑے بڑے عظیم قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ جب اسلام کے لشکروں کے مقابل پر آئے ہیں تو اپنی ظاہری عظمت کے باوجود، اپنی عددی برتری کے باوجود اپنی فنی صلاحیتوں میں فوقیت رکھنے کے باوجود جب ذرا سا ان کو شکست کا احساس پیدا ہوا تو اس طرح میدان چھوڑ کر بھاگے ہیں کہ گویا اُن کے پاؤں ہی نہیں تھے کبھی۔ نہایت ہی ذلیل بزدل قوموں کی طرح انہوں نے نمونے دکھائے ہیں۔ جنگ احزاب سے زیادہ اور کیا مثال آپ کو مل سکتی ہے کہ چند معمولی تعداد میں آنحضرت ﷺ کے غلام گھرے ہوئے اور حالت یہ تھی کہ اگر وہ خندق نہ کھودتے تو بظاہر دنیاوی پیمانوں کے لحاظ سے کسی قسم کے ان کے بچنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ مجبوری کی انتہاء تھی

جو خندق کھودی اور اسی خندق کے اندر رہنے والے دشمن موجود تھے، اسی طرح جو ہر وقت پیٹھ کی طرف سے چُھرا گھونپنے کے لئے تیار کھڑے تھے، انتہائی کمزوری کی حالت تھی اتنی کمزوری کی حالت کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ جو کمزور تھے جو صحیح ایمان نہیں رکھتے تھے جو منافق تھے ان کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور فرماتا ہے ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی تھیں جس طرح موت کی غشی کے وقت آنکھیں پھر جاتی ہیں اور اس کے مقابل پر مومنوں کا یہ حال تھا کہ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ان کا ایمان بڑھ رہا تھا، وہ کہتے تھے ہاں اسی قسم کے ہمیں وعدے دیئے گئے تھے، اسی وقت کا ہم انتظار کر رہے تھے تو جس خدا نے یہ وعدے پورے کر دیئے وہ دوسرے وعدے بھی پورے فرمائے گا۔

اور دوسری طرف سارے عرب قبائل میں سے چیدہ قبائل میں سے بڑے بڑے چوٹی کے جوان اور بڑے بہادر لوگ جو مدینے کو گھیرے ہوئے تھے۔ ایک معمولی سے واقعہ سے ان کے اس طرح پاؤں اکھڑے ہیں اور اس افراتفری سے وہ اس جگہ سے بھاگے ہیں کہ روایات میں آتا ہے کہ بعض جنگجو اپنے اونٹوں کے گُھٹنے کھولنا بھول گئے اور سوار ہو کر ان کو بھگانے کے لئے اتنا مارا کہ ادھ مؤا کر دیا لیکن وہ اونٹ بھاگ ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے گھٹنے بندھے ہوئے تھے اور بعض سواریوں کو باندھا ہوا تھا ان کو بھگایا جب وہ نہیں بھاگیں تو ان کو خود اپنے ہاتھ سے غصہ میں آ کر مار دیا۔ ہر طرف بھگدڑ ہر طرف افراتفری مچ گئی تھی۔ آناً فاناً ایک بہت ہی عظیم الشان لشکر جو دس ہزار سے زائد کی تعداد میں تھا وہ آدھی رات کے وقت بھاگنا شروع ہوا ہے اور صبح کی سفیدی سے پہلے پہلے اس کا کوئی نام و نشان سوائے ان کھنڈرات کے جو ایسے لشکر پیچھے چھوڑ جایا کرتے ہیں باقی نہیں بچا تھا اور بڑے بہادر لوگ تھے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عربوں میں بہادری نہیں تھی۔ ایسے ایسے شاندار قصیدے انہوں نے اپنے جنگی کردار کے متعلق لکھے ہیں کہ فخر کے ساتھ انہیں خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا سنہری حروف میں لکھا گیا تھا لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر بیان فرمائی ہے وہ اٹل تھی، اس نے بہر حال پورا ہونا تھا۔ اس لئے دنیاوی جتنے بھی طبعی محرکات ہیں وہ ناکام ہو گئے، قومی محرکات سارے ناکام ہو گئے اور کفر اور ایمان میں جب قومیں بٹی ہیں تو کفر کے مقدر میں بزدلی، بھاگنا مایوس ہونا اور غم سے کلیۃً مغلوب ہو جانا یہی لکھا گیا اور انہی لوگوں میں سے تھے وہ جو ایمان لائے تھے اور ان میں سے کمزور حصہ تھے اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے تاریخ بھی اس کی گواہ ہے کہ ان بڑے لوگوں میں

سے پہلے نہیں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بلکہ چھوٹے اور کمزور لوگوں میں سے جن کو وہ اپنی نظر میں ارذل سمجھا کرتے تھے اور ان کے اندر خدا تعالیٰ نے وہ کردار پیدا کر دیا ان کو غم بھی حوصلے عطا کرنے لگا، ان کی خوشیاں بھی ان کے دل بڑھانے لگیں ایک بالکل نئی قوم وجود میں آئی ہے۔

آج جماعت احمدیہ جس دور میں سے گزر رہی ہے یہ وہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّلین غلاموں کا دور ہے جو دہرایا جا رہا ہے۔ آخرین کا زمانہ آپ نے پایا ہے لیکن مومن اور کافر، ایمان لانے والوں اور کفر کرنے والوں کی صفات اسی طرح ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی بالکل اسی طرح ہے۔ یہ وجہ کیا ہے؟ سوال یہ ہے کہ جب انسانی فطرت اسی طرح رہتی ہے، انسانی مزاج میں ایک خاص پختگی پیدا ہو چکی ہوتی ہے تو یہ کردار میں تبدیلی کیوں آتی ہے، کمزور لوگ اچانک کیوں عظیم کردار کا نمونہ دکھانے لگتے ہیں؟ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ایمان اس کی وجہ ہے ایمان کے نتیجہ میں بزدلی یا خوف کا نشان باقی رہ ہی نہیں سکتا کیونکہ ایمان باللہ کا مطلب یہ ہے اگر وہ ایمان حقیقی ہو کہ ایک مقتدر ہستی ہمارے پاس موجود ہے ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، وہ وعدے جھوٹے نہیں کرتی، وہ اپنے پیار کا مظاہرہ کرنے والی ہستی ہے اور وہ ایسی ہستی نہیں جو اِس دنیا میں ختم ہو جائے، اس دنیا کی بھی مالک ہے جس طرح اس دنیا میں Tariff کے قوانین ہوتے ہیں اور ایک ملک سے دولت دوسرے ملک میں منتقل نہیں ہوسکتی تو ایک خوف رہتا ہے کہ اس ملک میں انقلاب آجائے گا تو وہاں جا کر کیا کریں گے لیکن خدا تعالیٰ کی ہستی ایسی ہے اور ایمان مومن کو یہ بتاتا ہے کہ اس دنیا کا بھی وہ مالک ہے اُس دنیا کا بھی مالک ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم کھوؤ اور اس سے دوبارہ نہ پاؤ۔ موت بھی تمہیں کسی چیز سے محروم نہیں کر سکتی۔ یہ ایمان ہے اور ایمان کی وسعتیں ہیں۔ جتنی جتنی وسعتیں عطا ہوتی چلی جائیں اتنا ہی مومن کا کردار بدلتا رہتا ہے اور دوسرے یہ کہ مومن اپنی ذات پہ بھروسہ نہیں کرتا ایمان کے نتیجے میں اس کی توجہ دعا کی طرف مائل ہوتی ہے اور دعا ایک ایسی اکسیر ہے جو ہر بیماری کا علاج ہو جاتی ہے۔ دعا کے نتیجہ میں اس کے خوف بھی دور ہو جاتے ہیں اور اس کی امیدیں اور خوشیوں میں بھی متانت آجاتی ہے۔ اس کی خوشیاں اور اس کی امیدیں اس کے اندر اعلیٰ کردار پیدا کرتی ہیں۔ بجائے چھٹپنا کے، بجائے تنگ دلی یا کم حوصلگی کے ان خوشیوں کے نتیجے میں اسے سکینت ملتی ہے، نئے عزم عطا ہوتے ہیں، نئی ہمتیں ملتی ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم نے خود اس راز کو بیان فرمایا کہ اصل وجہ مومن کے کردار کی عظمت کی یہ ہے کہ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (السجدہ:۱۷) کہ وہ اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ ہر وقت خدا کو بلاتے رہتے ہیں۔ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا خوف کی حالت ہو تب بھی وہ خدا کو بلاتے ہیں، طمع کی حالت ہو تب بھی خدا کو بلاتے ہیں اور ایمان کے نتیجے میں جس ہستی کی عظمتوں کو وہ پہچان جاتے ہیں اس سے ہر ضرورت کی چیز وہ مانگنے لگتے ہیں۔ خوف ہو تو وہ تعلق جوڑتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ ان کے خوف دور کرنے کے لئے ان کی طرف آرہا ہے بلکہ بسا اوقات یوں نظر آتا ہے کہ جیسے دیکھ رہے ہوں اس کو اپنی طرف آتے ہوئے اور جب خوشیاں عطا کرتا ہے، نعمتیں عطا کرتا ہے، امیدیں بندھتی ہیں تو پھر بھی وہ رب کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں پایا تو نے عطا کیا ہے اور تو ہی برکتیں عطا کرے گا تو یہ ہمیں راس آئے گا ورنہ راس بھی نہیں آئے گا تو کامل عجز پیدا ہو جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ جب مکّہ میں داخل ہو رہے تھے تو یہی یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا کا نظارہ ہم نے دیکھا یعنی اس کے دوسرے پہلو کا کہ جس وقت خدا تعالیٰ نے آپ کو عظیم فتح کی امید دلائی بلکہ فتح آپ کے قدم چومنے لگی اس وقت بجائے فخر کے، بجائے تعلّی کے آنحضرت ﷺ اس حال میں مکہ میں داخل ہوئے کہ دعا سے روتے روتے آپ ؐ کی ہچکی بندھ گئی تھی اور جھکتے جھکتے خدا کے حضور سر کجاوے سے جا لگا تھا وہ جو اونٹ پر کاٹھی ڈالی جاتی ہے جو بھی اسکو کہتے ہیں اس اونٹ کی پیٹھ سے سر لگ گیا تھا انکساری اور خدا کے حضور جھکنے اور تضرع کے نتیجے میں۔ کبھی دنیا میں کسی قوم نے کسی فاتح کو اس شان کے ساتھ کسی مفتوح شہر میں یا ملک میں داخل ہوتے نہیں دیکھا۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام جلد۴ صفحہ ۹۱ مطبوعہ بیروت)

تو وہ لوگ جو ہر حالت میں اپنے رب کو بلاتے ہیں یہ اس رب کا ہی فیض ہے کہ انہیں یہ عظمت کردار عطا ہوتی ہے۔ اسی لئے میں جماعت کو جب دکھوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں کس حالت میں جماعت گزر رہی ہے تو ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے خوف نہیں ہوتا کہ اس سے **نعوذ باللہ من ذالک** جماعت میں مایوسی پیدا ہوگی اور نہ کبھی ہوئی ہے بلکہ جب میں تفصیل سے آگاہ کرتا ہوں جماعت کو کہ کن مصائب میں سے جماعت گزر رہی ہے، کیا کیا خطرات اس کو درپیش ہیں، کیسے کیسے مظالم کا نشانہ بن رہی ہے، تو ہر دفعہ جماعت کے اندر ایک نیا عزم پیدا ہو جاتا ہے، نیا حوصلہ پیدا

ہو جاتا ہے۔نئی ہمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں، قربانی کے لئے نئے جذبے ان کے دلوں میں بیدار ہوتے ہیں اور ایک واقعہ میرے علم میں نہیں آیا ساری دنیا کے احمدیوں میں کہ ان باتوں کو سن کر کوئی خوف سے پیچھے ہٹ گیا ہو یا غم سے ایسا مغلوب ہو گیا ہو کہ پہلی طاقتیں بھی اس کے ہاتھ سے جاتی رہیں۔ ورنہ دنیا کے حالات میں تو غموں کے نتیجہ میں فالج بھی ہو جاتے ہیں، دنیا کے حالات میں تو غموں کے نتیجہ میں رہی سہی طاقتیں بھی انسان کی سلب ہو جایا کرتی ہیں اور اس کے برعکس جب میں خوشیوں کی باتیں بتاتا ہوں تو اس وقت بھی مجھے یقین ہوتا ہے کہ ایک بھی احمدی ایسا نہیں ہوگا ساری دنیا میں جو ان باتوں کو سن کر جھوٹے اطمینان میں داخل ہو جائے اس کو یہ غلط فہمی پیدا ہو جائے کہ بس ہم نے سب کچھ پالیا، اب جدوجہد کی ضرورت نہیں، اب ساری خدا کی طرف سے ہمیں طاقتیں مل گئی ہیں جو ہونا تھا وہ ہو چکا یا فخر کرنے لگ جائے یا تعلّی میں مبتلا ہو جائے اور سمجھے کہ ہم یہ فضیلتیں رکھتے ہیں، یا غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ یہ میری ذاتی کمائی ہے، بلکہ جب خوشیوں کی خبریں بھی میں بتاتا ہوں تو جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے مجھے اس وقت یقین ہوتا ہے کہ خوشیاں اور فتوحات جماعت احمدیہ کے دل میں مزید عجز اور انکسار پیدا کرتی ہیں، پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے جانتا ہے کہ یہ ہماری ذاتی خوبی کی بنا پر نہیں بلکہ محض اللہ کا احسان ہے اور اس کی رحمت ہے اس لئے ہمارے لئے تو ہر حال میں فتح مقدر ہو گئی ہے۔ ہمارے خوف بھی نعمتیں بن کے آتے ہیں، ہماری امیدیں بھی نعمتیں بن کے آتی ہیں، ہمارے غم بھی نعمتیں بن کے آتے ہیں اور ہماری خوشیاں بھی نعمتیں بن کے آتی ہیں۔ یہ ہے ایمان کا نتیجہ اور ایمان کی تاثیر جس کو آج لکھوکھہا احمدی ہر روز اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ پھر خدا کے وعدے ہیں یعنی یہ تو ایسی کیفیات ہیں جن میں سے ہم گزر رہے ہیں، واردات کے طور پر جو ہمارے دل کی، ہمارے دماغوں کی کیفیات ہیں۔

لیکن ان باتوں سے قطع نظر ان سب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں اس کی نصرت کے، اس کی رحمتوں اور اس کی برکتوں کے اور ان کو بھی ہم آسمان سے نازل ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ان دونوں کا آپس میں تعلق بھی بن جاتا ہے جب مومن کو غم ملتا ہے تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس کی قربانی کا مادہ بڑھ جاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ملتی ہے تو نیا حوصلہ آجاتا ہے اور یقین کر

لیتا ہے کہ ہم جو قربانی بھی خدا کی خاطر کرتے ہیں اُس کے نتیجے میں اس دنیا میں بھی اجر پانے لگ جاتے ہیں۔ پھر بھی اس کی قربانی کا مادہ بڑھتا ہے اور اللہ کے فضل کی تقدیر اس کے لئے اس کے علاوہ بھی جاری ہوتی ہے۔ان کے مسائل آسان ہو جاتے ہیں ان کی مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف انہیں ایسی چیزیں مل جاتی ہیں جو عام حالات میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور پھر کوئی جب غور کرتا ہے کہ یہ کیسے چیز ملی تو حیرت سے دیکھتا ہے کہ واقعۃً سوائے اس کے کہ خدا کی تقدیر کام کر رہی ہو ہمیں یہ ملنی نہیں چاہئے تھی۔

چنانچہ مثلاً اسلام آباد جماعت احمدیہ انگلستان کے لئے ایک یوروپین مرکز کے طور پر لیا گیا میرے ساتھ اس سلسلہ میں کئی مہینے تک چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں اور آفتاب احمد صاحب اور ارشد باقی صاحب نے محنت کی، جگہیں تلاش کیں، کئی جگہ دل بھی آ جاتا رہا، کئی جگہ سودے بھی ہو گئے، لیکن عین آخری وقت میں آ کر کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ہو جاتی تھی کہ یا ہمارا دل اتر جاتا تھا یا جس سے خرید رہے تھے اس کا دل اتر جاتا تھا اور جگہ ہم یہی بیان کیا کرتے تھے کہ یہ جگہ چاہئے اس سے ملتی جلتی کوئی تھوڑی سی ملتی تھی مگر بالکل یہ جگہ نہیں مل سکتی تھی اور لوگ بتاتے تھے کہ یہ ایسی جگہ انگلستان میں پھر آپ کہتے ہیں لندن کے قریب سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جب ہر طرف سے مایوسی ہوگئی تب یہ جگہ اچانک سامنے آئی تب اس کا اشتہار نکلا، اس سے پہلے یہ مارکیٹ میں آئی نہیں تھی اور جب آئی اس وقت پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ کیوں ہم سے یہ کھیلیں کھیل رہا تھا، امیدیں دلاتا تھا واپس لے لیتا تھا، دل آتا تھا تو دل اتار دیتا تھا، کبھی ہمارا کبھی دوسرے فریق کا تو جب یہ جگہ سامنے آئی اس وقت دل نے گواہی دے دی کہ ہاں یہ ہماری ہے اور وہ فوراً ہماری ہوگئی اور اس کے نتیجہ میں بہت سی برکتیں ملی ہیں اس جماعت کو، نئی وسعتیں مل گئی ہیں، اتنا تیزی کے ساتھ اسلام آباد کے فوائد انگلستان کی جماعت محسوس کرنے لگی ہے کہ اب یوں لگتا ہے کہ اس کے بغیر ہم گزارہ کیسے کر رہے تھے۔ چنانچہ اور باتوں کے علاوہ ابھی جب بچیوں کی تربیتی کلاس لگی ہے تو گیارہ سال سے لے کر پچیس سال کی بچیاں جن کی مائیں ہر وقت فکر مند رہتی تھیں کہ اسلامی معاشرہ کا ماحول ان کو نصیب نہیں ہے، کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو، پتہ ہو کہ اسلام ان سے کیا تقاضے کرتا ہے، ان کی خاطر اسلام کیا کیا سہولتیں ان کو مہیا فرماتا ہے، اسلامی زندگی قید نہیں ہے بلکہ ایک نعمت ہے۔ اس قسم کی باتیں جب تک ایک

غالب معاشرے کے اندر کوئی داخل ہو کر تجربے میں سے نہ گزرے یقین نہیں کر سکتا۔ اب نظریاتی لحاظ سے لاکھ ان کو سمجھا دیں جب تک اسلامی معاشرہ کو کوئی چکھے نہ، اس ماحول میں سے نہ گزرے اسے میسر ہی نہیں آسکتی یہ بات۔ اب جب وہاں تربیتی کلاس ہوئی ہے بچیوں کی تو اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایسے سارے فوائد ان کو میسر آگئے جو لندن کی مسجد میں یا کسی اور جگہ میسر آ ہی نہیں سکتے تھے۔ دن رات وہاں ٹھہرنا بہترین ہوسٹل خدا نے بنے بنائے دے دیئے۔ کھیلوں کے کھلے میدان، کسی پردے کی ضرورت نہیں، وہاں دوڑتی پھرتی تھیں آزادی کے ساتھ۔ ان کو تیرا کی بھی سکھائی گئی، ان کو گھوڑ سواری بھی سکھائی گئی، ان کو تیراندازی بھی سکھائی گئی، ان کو بندوق چلانا بھی سکھایا گیا، ان کو سائیکلنگ بھی سکھائی گئی۔ ہر قسم کی دلچسپیاں جو وہ پہلے دیکھا کرتی تھیں کہ غیر قومیں ان سے مزے لوٹ رہی ہیں اور ہمارے لئے گویا حرام ہیں ان کو بتایا گیا کہ کچھ بھی تمہارے لئے یہ حرام نہیں ہاں بعض شرائط ہیں تمہاری پاک دامنی کی حفاظت کی شرط کے ساتھ ہر چیز تمہارے لئے جائز ہے۔ پھر ہر قسم کے علوم ان کو دیئے گئے گھر گرہستی کے طریق ان کو سمجھائے گئے۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رکھا جس سے ایک عورت کی شخصیت میں حسن پیدا ہوتا ہو اور وہ ان کو وہاں دینے کی نہ کوشش کی گئی ہو۔ متوازن احمدی خاتون کی شخصیت جو ہماری مستقبل کے بچوں کی ذمہ دار ہے اس کی تعمیر کرنے میں اسلام آباد نے تین ہفتے میں ایک ایسا کردار ادا کیا ہے کہ آپ اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ باہر سے آئی ہوئی بچیاں صرف انگلستان سے نہیں، یورپ سے، امریکہ سے، کینیڈا سے ان کی تو بالکل آنکھیں کھل گئیں۔ میں نے بچیوں سے جب الگ الگ پوچھا تو بڑے دلچسپ جواب مجھے ملے ہیں۔ ایک بچی نے کہا کہ مجھے تو اب معلوم ہوا ہے کہ میرا وجود ہے کیا؟ اپنی زندگی کا مقصد مجھے سمجھ آ گیا ہے۔ ایک بچی نے بتایا کہ Now I know where I belong ماں باپ میرے احمدی تھے (والد تو ان کے سوئس ہیں جو عیسائیوں سے مسلمان ہوئے) لیکن اس نے ایک فقرے میں بڑی گہری بات اور بڑے پیار کی بات کہہ دی کہ:

For the first time, now I realised where I belong.

ماں باپ احمدی ہیں مگر اسی یوروپین ماحول میں پلی ہے، اچھا ماحول ہے لیکن ان تین ہفتوں نے اسے بتا دیا کہ تم کس جگہ سے تعلق رکھنے والی ہو، کیا تمہارا مقام ہے اور جو پہلی ساری زندگی

کے سبق اس کو نہیں بتا سکے تھے اور ایسے ایسے عجیب خطوط بچیوں کے موصول ہو رہے ہیں کہ ہر روز پڑھ کے میرا دل حمد اور شکر سے بھر جاتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمیں تو خدا تعالیٰ نے بچا لیا ہے۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ہمارے اندر کیا انقلابات برپا ہوئے ہیں۔ احمدیت سے تعلق، اسلام کی محبت اور ذاتی وابستگی، اللہ تعالیٰ سے پیار، یہ ساری نعمتیں ہمیں دو تین ہفتے میں ایسی مل گئی ہیں کہ بعض بچیوں نے کہا ہے کہ اب تو ہم بے قراری سے اگلے سال کا انتظار کر رہی ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے منتظمین کا تاثر یہ تھا کہ تین ہفتے بہت لمبا وقت دے دیا گیا ہے، اس میں تو بچیاں بور ہو جائیں گی، تو بور ہونے کی بجائے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ولولے لے کر لوٹی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے ان کو دیکھ کر کہ کتنی جلدی ان میں تبدیلی رونما ہوئی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا تھا کہ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اس وعدہ کو ہم ہر جہت میں پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ احمدیوں کی نئی نسلیں سنور رہی ہیں اس ابتلاء کے نتیجہ میں۔ ہر دل میں نئی وسعتیں پیدا ہو رہی ہیں، ہر ذہن میں نئی وسعتیں پیدا ہو رہی ہیں اور یہ وسعتیں ہیں جو باہر کے لوگ اپنی کوتاہ بینی کے نتیجے میں دیکھ نہیں سکتے۔ یہ تو کوئی صاحب ایمان ہی ہے جس کی نظر دیکھ لیتی ہے ان چیزوں کو یا وہ جن کے دل پر گزرتی ہے اور یہ وسعتیں ساری دنیا میں تمام احمدیوں کو نصیب ہو رہی ہیں۔ فجی میں بیٹھے لوگ جو دور دراز ایک جزیرہ ہے وہ بھی لکھ رہے ہیں کہ اس ابتلا میں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نئے حوصلے نئے ولولے عطا کر دیئے ہیں، احمدیت کے لئے خدمت کی جو تمنا اب پیدا ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ افریقہ کے بیابان جنگلوں میں اور وہ جسے تاریک براعظم کہا جاتا ہے ان کے تاریک ترین گوشوں سے ایسے خط آ رہے ہیں کہ جو ابتلا کا حوالہ دے کر یہ لکھتے ہیں کہ یہ ابتلا کیا آیا ہے ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے روشنی عطا کر دی ہے، نیا نور بخش دیا ہے، اب ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دیں گے اور باتوں کو چھوڑ دیجئے یہ جو قلبی کیفیات میں وسعتیں نصیب ہوئی ہیں اور دماغوں میں جو پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں یہی ایک اتنا عظیم الشان خدا تعالیٰ کا انعام ہے کہ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا کہ نتیجہ میں جو خدا تعالیٰ کے وعدے تھے ان کو ہم پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

ظاہری طور پر جو لوگ دیکھنا چاہتے ہیں ان کے لئے اب تفصیل سے بیان کرنے کا تو وقت نہیں مختصراً میں آپ کو بتاتا ہوں ایسی چیزیں جو صرف ظاہری آنکھ کو نظر آسکتی ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں تبلیغی وسعت پیدا ہوگئی ہے، دنیا کے ہر ملک میں بیعتوں کا گراف تدریجاً اونچا ہونا شروع ہو گیا ہے یعنی اتفاقی حادثے کے طور پر نہیں بلکہ پہلے سالوں کے مقابل پر نمایاں اونچا ہوا اور پھر اونچا ہوتا رہا اور ہر اگلا مہینہ پہلے سے زیادہ داعیان الی اللہ کی رپورٹیں لے کر آ رہا ہے اور ہر اگلا مہینہ ہمیں بتا رہا ہے کہ ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ میں وسعت پیدا ہوئی ہے اور ہر ملک میں نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں، نئے دیہات خدا تعالیٰ عطا کر رہا ہے جہاں اس سے پہلے کبھی احمدیت داخل نہیں ہوئی تھی اور جب میں ہر ملک کہتا ہوں تو پاکستان اس میں شامل ہے۔ کوئی دنیا کا ایسا خطہ نہیں جو خدا تعالیٰ کے ان فضلوں سے خالی ہو اور وہ ممالک جہاں پہلے ہمارے مشن قائم تھے جہاں مسجدیں موجود تھیں وہاں خدا تعالیٰ بہت زیادہ وسیع زمینیں نئی عطا فرما رہا ہے، نئے مشن عطا کر رہا ہے، نئی مسجدوں کی جگہیں عطا کر رہا ہے۔ یورپ میں ہی جو پچھلے ایک سال کے اندر نئی وسعتیں ملی ہیں آپ ان کو دیکھیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔ ہر ملک میں خدا تعالیٰ نئے سامان پیدا کر رہا ہے نئی جگہوں کے اور یہ سلسلہ جاری ہے ابھی بند نہیں ہوا اور پھر کلیۃً نئے ممالک میں مشن کھولنے کی خدا توفیق عطا فرما رہا ہے۔ نئے جزیروں میں۔ میں نے ابھی بتایا تھا کہ فجی کے قریب ایک جزیرے میں اس سے پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک مبلغ ہمیں عطا کر دیا ہے اور ایسا خدا تعالیٰ کا تصرف ہوا کہ ایک صاحب نے مجھ سے ملنے کے لئے وقت مانگا۔ ان کو وقت دینے سے دو دن پہلے مجھے فجی سے اطلاع ملی کہ فلاں جزیرہ ہے اور وہاں مشن اگر قائم ہو تو بہت اچھی بات ہے وہاں عیسائی بھی ہیں اور فلاں فلاں بھی ہیں لیکن کوئی مسلمان نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ بھی خدا کا تصرف ہے کہ اس جزیرے کے متعلق ایک مضمون بھی مجھے مل گیا اور دو دن کے بعد وہ صاحب جب ملاقات کے لئے آئے تو مجھے کہا کہ میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کیا مشورہ؟ انہوں نے کہا جی کہ مشکل یہ ہے کہ مجھے میری فلاں ملک میں نوکری تھی بڑی اچھی تھی وہاں سے تو انہوں نے نکال دیا ہے۔ United Nation میں میں نے درخواست دی تھی United Nation نے یہ جواب دیا ہے کہ فلاں جزیرے میں ہمارے پاس نوکری ہے اور کہیں نہیں۔ میں نے کہا مشورہ؟ اس میں مشورہ کیا یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے،

میں تو بیٹھا ہوا منتظر تھا کہ خدا کوئی رستہ دے تو ہم وہاں پہنچیں۔تو جاؤ اور مبلغ بنو وہاں جا کر خدا کے فضل سے۔ چنانچہ ان کو جاتے ہیں خدا تعالیٰ نے کیتھولک عیسائیوں میں سے ایک بڑا اچھا پھل عطا کیا اور ان کے بیوی بچے پیچھے گئے تو انہوں نے ان کی بیوی بچوں میں تبلیغ کی اب وہ پورا خاندان خدا کے فضل سے احمدی ہو گیا ہے۔

ماریشس کے قریب ایک جزیرہ ہے۔وہاں بھی خدا تعالیٰ نے عیسائیوں میں سے اور کیتھولک عیسائیوں میں سے جو اپنے مذہب میں بڑے شدید ہیں ان میں سے ایک نوجوان عطا کیا پھر اُس کے ساتھ اور بیعتیں شروع ہوگئیں اور اب انہوں نے اصرار کیا ہے کہ ہمیں فوراً مشن قائم کر کے دیا جائے۔ چنانچہ مرکزی نمائندہ اب جا کر وہاں دورہ کرے گا اور ان کو مشن انشاء اللہ تعالیٰ لے کر دے گا۔

برازیل میں ہم بڑی دیر سے منتظر تھے کہ وہاں مشن قائم کیا جائے۔ جنوبی امریکہ میں جماعت احمدیہ کا ایک بھی مشن نہیں تھا اگر چہ احمدی کچھ وہاں پہنچے ہوئے تھے لیکن مشن کہیں قائم نہیں تھا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے برازیل میں پہلا مشن قائم ہو گیا ہے اور اب ہم وہاں وسیع زمین کی تلاش کر رہے ہیں جہاں انشاء اللہ نہایت ہی شاندار مسجد اور مشن ہاؤس قائم ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو ارادہ یہ ہے کہ اتنی وسیع زمین ہو کہ بہت سے احمدی خاندانوں کو بھی وہاں آباد کیا جا سکے، ایک احمدی گاؤں بن جائے اور وہاں اس کے امکانات ہیں۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی فضلوں کی بارش ہو رہی ہے خدا ہم پر ایسے احسانات نازل فرما رہا ہے ہم پر کہ ہر روز ہم خدا کے اس وعدے کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں کہ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ عام زمینیں دنیا کی تو دو طرفوں میں پھیلتی ہیں لیکن خدا کی زمین تو شش جہات میں پھیل رہی ہے ہر لحاظ سے ہر پہلو سے خدا کی زمین کو ہم وسعت پذیر ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

اسلامی ممالک سے نئے رابطے پیدا ہوئے جہاں سب سے زیادہ کوشش کی گئی کہ اسلامی ممالک ہم سے بدظن ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں آج یہ آپ کو عظیم خوشخبری سناتا ہوں کہ جنیوا میں جو Human Rights Sub-Commision اس مسئلہ پر غور کر رہا تھا کہ مذہبی طور پر جماعت احمدیہ کو مسلمان کہلانے کے حق سے محروم کر کے ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اسی طرح دیگر

مذہبی بنیادی حقوق چھین کران پر ظلم کیا گیا ہے۔ وہاں یہ کافی عرصے سے معاملہ زیر غور تھا۔ جماعت انگلستان کے کئی مخلصین اس میں حصہ لے رہے تھے اور بھی جہاں تک ہمارا بس چلا ہم نے کوشش کی تو کل رات مجھے فون پر وہاں سے اطلاع ملی ہے کہ جو ریزولیوشن پاس ہوا ہے اس میں اسلامی ملکوں نے ہماری تائید کی ہے اور دو ممالک جن پر اپنی حکومتوں کا بڑا شدید دباؤ تھا یعنی پاکستان کی وجہ سے وہ اس موقع پر اٹھ کر باہر چلے گئے تا کہ ہمیں یہ ووٹ نہ دینا پڑے کہ پاکستان ٹھیک کر رہا ہے۔ بتائیے کون کون سی جہات ہیں جن میں خدا نئی وسعتیں عطا نہیں کر رہا؟ بعض اسلامی ممالک سے میرا رابطہ ہوا ہے اللہ کے فضل سے اور ان کے سرکردہ لوگوں نے وعدے کئے ہیں کہ ہم ان غلط فہمیوں کو دور کرنے میں تمہاری مدد کریں گے اور واقعۃً جماعت احمدیہ پر شدید ظلم ہوا ہے۔ اسلام کی صف اوّل کی مجاہد جماعت ہے اور اسے اسلام دشمن طاقت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے بڑی اندھیر نگری ہے!

تو ہر سمت میں خدا تعالیٰ ہماری زمینوں کو وسعتیں عطا فرماتا چلا جا رہا ہے ایسی زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی ہے اور بڑی جلدی اب انشاء اللہ بڑھ جائیگی جن میں کبھی کچھ نہیں تھا پہلی مرتبہ خدا کے فضل سے بالکل نئی زبانوں میں اسلامی لٹریچر اور بڑے بڑے وسیع علاقوں سے تعلق رکھنے والی وہ زبانیں ہیں ان میں خدا تعالیٰ نے پیدا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ چونکہ بیک وقت بہت سا کام شروع ہوا ہوا ہے اور پختگی کے قریب ہے اس وقت نظر نہیں آ رہا کیونکہ پھل جب تک پکے نہ خواہ لاکھوں کی تعداد میں لگا ہو مارکیٹ میں تو نظر نہیں آیا کرتا لیکن جب پک جائے گا تو اچانک ہر طرف وہ آپ کو اس پھل کی خوشبو، اس کا رنگ روپ، اس کے مزے حاصل ہونے شروع ہو جائیں گے۔

پریس کی تحریک کی گئی تھی۔ ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈز کی تحریک کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوا دو لاکھ تک کے وعدے آ چکے ہیں اور ابھی بہت سے ممالک کی طرف سے آ رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اڑھائی لاکھ سے تین لاکھ تک تو آسانی سے یہ وعدے پہنچ جائیں گے۔ ڈیڑھ لاکھ کی ضرورت تھی بنیادی مشینری کیلئے لیکن اس کے علاوہ اس کی Installation، اس کے ماہرین کی تیاری اور پھر ماہانہ اخراجات کے لئے ہمیں بتایا گیا تھا کہ ایک بڑی رقم کی ضرورت پیش آئے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کا انتظام فرما دیا۔ جو زائد رقم ہے اس کو ہم اس طرح استعمال کریں گے کہ اس

کی ماہانہ آمد اس پریس کے سارے اخراجات کے لئے انشاء اللہ کفیل ہو جائے گی۔ کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جس طرف نظر جاتی ہو اور خدا نے وہاں نئی وسعتیں عطا نہ فرما دی ہوں۔

مشرقی یورپ میں خدا نے تبلیغ کے نئے رستے کھول دیئے ہیں۔ نئی نئی قوموں میں نئے رستے کھول رہا ہے۔ چنانچہ ایک اشتراکی ملک سے ایک تاتاری پروفیسر نے بیعت کی ہے اور وہ بہت ہی مخلص ہیں اور بہت تعلیم یافتہ اپنی یونیورسٹی میں مذہبی امور کے وہ ایک سند سمجھے جاتے ہیں۔ اور اتفاق سے بیعت کرنے سے پہلے ان کو یہ کام ملا تھا کہ مذاہب کے تعارف پر وہ ایک کتاب لکھیں۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں لکھا ہے کہ اب بتاؤ پھر! کیا ہے اسلام اور احمدیت کیا ہے؟ اور جو کچھ کہو گے وہی کچھ لکھا جائے گا۔ حیرت ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان فرما رہا ہے اور تاتاری لیڈر ایسے ہیں جن سے ہمارا اب رابطہ ہے، ان کے متعلق توقع ہے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حقیقی مسلمان بن جائیں تو ان کی قوم پوری کی پوری ان کے ساتھ آسکتی ہے، اس کے بھی امکانات ہیں۔

یوگوسلاویہ سے پہلی دفعہ نوجوان نے تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ ان کو محدود وقت میں اجازت مل سکتی ہے۔ تو تین مہینے کی جوان کو چھٹیاں ہیں وہ یہاں انشاء اللہ آ کے گزاریں گے اور دینی تعلیم حاصل کریں گے اور اپنے ملک میں جا کر پھر وہ پیغام پہنچائیں گے۔ ہنگری میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نیا رابطہ قائم ہو چکا ہے اور روس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نئے روابط قائم ہو چکے ہیں ایک رابطہ نہیں کئی روابط اور وہاں سے ایک بیعت تو براہ راست لینن گراڈ سے آئی تھی اس کے بعد اب پتہ چلا ہے کہ وہاں جگہ جگہ احمدی پھیلے ہوئے تھے جنہوں نے کبھی بتایا ہی نہیں تھا۔ لیکن چونکہ انگلستان سے رابطہ نسبتاً آسان ہے اس لئے وہ اللہ کے فضل سے اب آتے ہیں ملتے ہیں رابطہ قائم کرتے ہیں آکے، نئی ہدایتیں لیتے ہیں آکے۔ کوئی دنیا کا حصہ ایسا نہیں رہا جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمدیت کے نفوذ کے سامان پیدا نہیں کر دیئے۔ اور یہ آج کل کے چند بیچارے مولوی یہ نکلے ہیں ہماری زمینیں تنگ کرنے کے لئے! ان پر خدا کی زمین تنگ کر دی جائے اور ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ اِن کی تقدیر ہے کہ ان پر زمینیں تنگ کی جائیں گی۔ اپنے بندوں پر خدا زمینیں تنگ نہیں کیا کرتا ان کے لئے تو وسعتوں کے وعدے ہی ہیں اور ہم دیکھ رہے

ہیں ان وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے ان کے لئے کیا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (الانبیاء:۴۵)

کہ ہم نے ان کو مہلت دی اور دنیا کی نعمت دی اور ان کے آباء کے ساتھ بھی یہی سلوک ہمارا رہا حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ یہاں تک کہ ان کا زمانہ لمبا ہو گیا ان کے سر پک گئے اور زمانہ لمبا ہو گیا۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مومن دیکھ رہے تھے کہ ان پر پکڑ نہیں آرہی، مومن دیکھ رہے تھے کہ ان کا زمانہ لمبا ہوتا چلا جارہا ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خود وہ لوگ جن کو تم سمجھ رہے ہو کہ ان کا زمانہ لمبا ہو گیا ہے ان پر خدا تعالیٰ ایسی علامتیں ظاہر فرما رہا ہے کہ وہ خود اپنی زمین کو دن بدن تنگ ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کیا وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ ہم ہر طرف سے اپنا گھیرا تنگ کر رہے ہیں ان پر، اُن کی زمینیں محدود کرتے چلے جاتے ہیں، اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ یہ کیسے بیوقوفوں والا نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ غالب آجائیں گے۔ ایک طرف وہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۗ یقیناً اللہ والوں کی زمین پھیلنے والی زمین ہے دوسری طرف منکرین کی تقدیر یہ ہے کہ اُن کی زمین تنگ ہونے والی زمین ہے اور کہتے ہیں کہ ہم غالب آجائیں گے اس سے زیادہ بیوقوفی اور کیا ہو سکتی ہے۔

پس آپ کو مبارک ہو جن کے غم بھی مبارک ہیں، جن کی خوشیاں بھی مبارک ہیں، جن کے خوف بھی مبارک ہیں اور جن کی امیدیں بھی مبارک ہیں اور ہر حال سے گزر کر ہم گواہ ہیں، ہم شاہد ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی رحمتیں خدا سے حاصل کی ہیں اور نئی برکتیں اللہ کی طرف سے حاصل کی ہیں اور اس سب پر مستزاد یہ کہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا کی انگلی آسمان سے اشارے کر رہی ہے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے صبر کیا، میں تمہیں بے حساب اجر دوں گا اور ہر جہت سے تمہاری زمین پھیلتی چلی جائے گی اور نئی وسعتیں اسے عطا ہوتی چلی جائیں گی اور اپنے مخالفین کی وہ دنیا دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہ ہونا کہ ان کی عمر ذرا لمبی ہو گئی کیونکہ خدا کہتا ہے کہ وہ خود جانتے ہیں کہ ان

کا زمانہ تیزی سے گزرتا چلا جا رہا ہے اوران کی زمینیں تنگ ہوتی چلی جا رہی ہیں، خدا کی تقدیر کا گھیرا روز بروز ان پر زیادہ تنگ ہو رہا ہے۔

جہاں یہ باتیں ہمارے دل میں نئے حوصلے عطا کرتی ہیں، ہمیں نئے اطمینان بخشتی ہیں وہاں شکر کی طرف بھی تو توجہ دلاتی ہیں۔اس لئے کثرت سے خدا تعالیٰ کا شکر کریں، دن رات خدا کا شکر کریں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ شکر کرو گے تو پھر میں مزید بڑھادوں گا یہ بھی ایک وسعت کی جہت ہے تو شکر کر کے دیکھیں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اس شکر کے نتیجے میں بھی آپ کو نئی وسعتیں عطا فرمائے گا۔